يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ✤ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُسکے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ✤ نہیں رہ اسکی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو ✤ اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلادو سب کمندوں کو

تبلیغی کلام

دوسرا نام

گلدستہ احمدیہ

حصہ سوم

از انتخابات اخبارات احمدیہ

مرتبہ

خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان

مطبوعہ وزیر ہند پریس امرتسر باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر و پرنٹر چھپا

بار اول ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء قیمت ۳؍

عالیحضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کرنال

آہ! وہ دار الامانِ قادیاں ... قادیاں! جنت نشانِ قادیاں

کھب گئی دل میں ہر اک اُسکی ادا ... بس گئی آنکھوں میں شانِ قادیاں

نعمتِ ایماں۔ مئے عرفاں ملے ... عرش سے اُترا ہے خوانِ قادیاں

چرخِ چارم اور ثریّا کے رقیب ... ہیں زمین و آسمانِ قادیاں

عشقِ مولا میں ہر اک رنگین ہے ... جو بھی ہے پیر و جوانِ قادیاں

توتیائے چشم ہے میرے لئے ... خاکِ پائے ساکنانِ قادیاں

کر رہے ہیں سخت جی کو بیقرار ... نغمہ ہائے بلبلانِ قادیاں

دل کو تڑپاتی ہے اب میرے بہت ... یادِ یارِ مہربانِ قادیاں

پھر وہی رستہ میری آنکھوں میں ہے ... جس پہ ہے نہرِ روانِ قادیاں

بوئے کوئے یار پھر آنے لگی ... ہے مہکتا بوستانِ قادیاں

یاد آتا ہے جمالِ روئے دوست ... سرورِ خوبان و جانِ قادیاں

وہ بھی دن ہونگے کبھی میرے نصیب ... میں ہوں اور ہو آستانِ قادیاں

پھر میں دیکھوں کوچۂ دلدار کو ... پھر بتوں میں میہمانِ قادیاں

یاد آتا ہے بہشتی مقبرہ ... سو رہے ہیں عاشقانِ قادیاں

جاں فدا کر دوں مزارِ یار پر ... گوہرِ شب تابِ کانِ قادیاں

یعنی وہ جو چودھویں کے چاند تھے ... مہدیٔ آخر زمانِ قادیاں

وارثِ تختِ شہنشاہِ رُسل ... مورثِ نسلِ شہانِ قادیاں

دیکھ وہ مینار ہے اے راہرو! ... رہنمائے آستانِ قادیاں

مسجدِ اقصٰی ہمیں پہنچا دے گا ... اور دکھائے بوستانِ قادیاں

درسِ قرآں ہو رہا ہو گا وہاں ... جمع ہونگے مخلصانِ قادیاں

اک جواں کو پائے گا اُنہیں کھڑا ... ہے وہی روح و روانِ قادیاں

یادگارِ صاحبِ کسرِ صلیب ... نورِ چشمِ دلستانِ قادیاں

مصلحِ موعود۔ محبوبِ خدا ... خضرِ راہِ سالکانِ قادیاں

جانشینِ حضرت احمدؐ نبی ... نائبِ صاحبقرانِ قادیاں

عرض کرتا دست بستہ اُنسے یوں ... اے چراغِ خاندانِ قادیاں

پھُنک رہا ہے ایک عاشق ہجر میں ... دل میں ہے حُبِّ نہانِ قادیاں

جی نہیں لگتا کہیں اس کا ذرا ... جب سے دیکھی آن وبانِ قادیاں

یہ دُعا فرمایئے۔ لائے خدا ... جلد اس کو درمیانِ قادیاں

یار کے قدموں میں نکلے اسکا دم ... اور بنے مدفن جنانِ قادیاں

پھر کہیں آمین سب ملکر وہاں ... جتنے ہو صاحبدلانِ قادیاں

غزل دیگر

شکر صد شکر کہ لندن سے یہ آئی ہے نوید ... مرکزِ کفر میں مسجد کی زمین لی ہے خرید

بالیقیں وقت یہی ہے کہ منور کر دے ... وادیٔ ظلمتِ تثلیث کو نورِ توحید

جب موذّن کہے مینار پہ اللہ اکبر ... اس گھڑی سمجھو کہ بر آئی ہماری اُمید

بانیٔ مسجدِ لنڈن ہے مسیح موعود ... ثانیٔ مسجدِ اقصیٰ ہے یہ مغرب کی کلید

ہمنشیں دیکھ! ذرا چشمِ بصیرت وا کر ... کیا یہی تو نہیں؟ مغرب سے طلوعِ خورشید

وقت ہے وقت کہ یورپ کو کرو شرک سے پاک ... اُٹھو اے جانِ نثارانِ لوائے توحید

جب تلک جان و تن و مال نہ قربان کردیں ... "ما بداں مقصدِ عالی نہ توانیم رسید"

احمدی! تجھ کو ہی سب بوجھ اُٹھانا ہوگا ... "در آسماں بارِ امانت نتوانست کشید"

"للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست ... آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید"

حامد — میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

کیا یہ چرچا کو بکو ہونے لگی ... اپنی ظاہر کیا یہ خو ہونے لگی

وہ مسیحا جو نبی وقت ہے ۔۔۔ اس کی پھر کیا جستجو ہونے لگی

مسئلہ جو ہو چکا طے ایک بار ۔۔۔ اُس پہ پھر کیا گفتگو ہونے لگی

یار تھے جو کل وہ آج اغیار ہیں ۔۔۔ دوستوں میں دو بدو ہونے لگی

جب خلیفہ تو بنا محمود قوم ۔۔۔ چھیڑ چھاڑ اے ماہ رو ہونے لگی

تھی دلوں میں پہلے کچھ آزردگی ۔۔۔ اب وہ ظاہر روبرو ہونے لگی

دوسروں کے کفر اور اسلام پر ۔۔۔ آپ سے تم، تم سے تو ہونے لگی

کیا ہی یاروں نے دکھایا ہے کمال ۔۔۔ واہ کیا خوب آبرو ہونے لگی

بے مسیحیت کے اب اسلام کیا ۔۔۔ کیا نماز بے وضو ہونے لگی

جا کے روٹھوں کو منائے کون اب ۔۔۔ کس کی ایسی آرزو ہونے لگی

قوم احمدؐ کس بکھیڑے میں پڑی ۔۔۔ کس طرح یہ سرخرو ہونے لگی

مستی مے نے انہیں چکرا دیا ۔۔۔ عزتِ جام و سبو ہونے لگی

چشمۂ کوثر کو کر کے ترک آہ ۔۔۔ مجلس اب بر آب جو ہونے لگی

میر حامد اپنی حالت کو سنبھال ۔۔۔ دوستوں کی تند خو ہونے لگی

عالیجناب خان ذوالفقار علیخانصاحب گوہرؔ رامپوری

اے قوم سست تیری رفتار کس طرح ہو ۔۔۔ دار الاماں میں کوئی بیمار کس طرح ہو

راہِ خدا میں دینا۔ دینا نہیں ہے لینا ۔۔۔ پھر خرچ کرنے والا نادار کس طرح ہو

صدق و وفا یہی ہے ہوں گو اقل یکساں ۔۔۔ مسلم جو بن چکا ہو عیار کس طرح ہو

میدانِ امتحاں میں جو پختہ کار نکلے ۔۔۔ اس قوم پر مسلط ادبار کس طرح ہو

جس کا خدا پہ ایماں کامل ہو اور راسخ ۔۔۔ دنیا کی دشمنی سے وہ خوار کس طرح ہو

دُھن میں لگی ستم ہے تبلیغ ہو تو کیونکر ۔۔۔ جس دل کو لو لگی ہو بیکار کس طرح ہو

بے ارتباطیوں کی دھمکی عبث ہے اسکو ۔۔۔ جس کا خدا ہو ناصر بے یار کس طرح ہو

اے ساکنانِ دنیا مولا سے دور ہو تم ۔۔۔ کانٹوں کا بن تمہارا گلزار کس طرح ہو

ہے ربط احمدی کو باغ الوہیت سے
جو پھول ہو چمن کا وہ خار کس طرح ہو

جانبازیوں کا سہرا ہے احمدی کے سر پر
پھر جاں نثاریوں سے انکار کس طرح ہو

ہو شوق دید جس کو ذوق شنید جس کو
مرنے سے پھر وہ مسلم بیزار کس طرح ہو

یارب یہ تیری دنیا ہے مست خواب غفلت
جبتک نہ تو جگائے بیدار کس طرح ہو

اقرار ہے کہ ہم بھی خود ناقص العمل ہیں
ہم سے جدا ہمارا آزار کس طرح ہو

اخلاص تو وہی ہے جو حامی عمل ہو
اخلاص بے عمل کے باکار کس طرح ہو

اعمال دیں ادا ہوں جبتک نہ صدق دل سے
دنیا پہ نور ایماں اظہار کس طرح ہو

اے دوستو! خدارا اعمال پاک کر لو
بے نور قلب راضی وہ یار کس طرح ہو

گو ہے ثبوت ایماں صدق عمل ہوئے تو
محمود ورنہ تیرا غم خوار کس طرح ہو

عالیجناب سیّد صادق حسین صاحب صادق سکریٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

دعائیں ہوئیں کارگر دیکھ لینا
زمانہ کو زیر اثر دیکھ لینا

ہمیں ہیں جو رب العلا کی مدد سے
جھکا دینگے دنیا کا سر دیکھ لینا

جلا دینگے مردوں کو اذنِ خدا سے
دم عیسوی کا اثر دیکھ لینا

جو لنڈن میں خورشید اسلام چمکا
فروغ اس کا اہلِ نظر دیکھ لینا

ہوئے سیکڑوں لنڈنی احمدی
وہاں جاکے احمد نگر دیکھ لینا

زمیں ہم نے لنڈن میں ہے مول لے لی
وہاں اب خدا کا بھی گھر دیکھ لینا

گل آرزو اب چمن میں کھلیں گے
چلیگی نسیمِ ظفر دیکھ لینا

بنائینگے لنڈن میں اللہ کا گھر
اولوالعزم فضل عمر دیکھ لینا

رواں ہوگی اس سے ہدایت کی نہریں
زمیں ہوگی یورپ کی تر دیکھ لینا

مٹائیگی تثلیث کا نقش باطل
یہ توحید کا تم اثر دیکھ لینا

ہمیں حق کو دنیا میں پھیلائینگے اب
کچل دینگے باطل کا سر دیکھ لینا

جو اسلام کو چاہتا ہے مٹانا
مٹے گا وہی خیرہ سر دیکھ لینا

جہاں رات ہے کفر کی سنسناتی
وہاں دین کی اب سحر دیکھ لینا

سُنیں گے جو اللہ اکبر کا نعرہ
تو شق ہونگے انکے جگر دیکھ لینا

گئے ہیں جو لنڈن میں داعی ہمارے
ابد تک اونہیں نامور دیکھ لینا

ہے اوج سعادت پہ نیّر اُنہیں کا
اونہیں کی ہے فتح وظفر دیکھ لینا

جسے لوگ کہتے تھے ہے سمِ قاتل
اوسی میں حیاتِ بشر دیکھ لینا

جو بُستانِ احمدؐ میں ہونگے فروکش
وہ کھائینگے شیریں ثمر دیکھ لینا

جہاں جس کے سایہ میں آرام لیگا
یہی ہے وہ مثمر شجر دیکھ لینا

مٹیگا وہ فتنہ جو برپا ہوا ہے
رہے گا نہ یہ شور وشر دیکھ لینا

بشر ہیں مگر خیر امت لقب ہے
بجھاوینگے ہم نارِ شر دیکھ لینا

وہ دجّال اکبر کا حصن طلسمی
جڑوں سے گرا خاک پر دیکھ لینا

کوئی دار اسلام پر گر کرے گا
ہمیں ہونگے سینہ سپر دیکھ لینا

دکھائیں گے سیفِ قلم کی روانی
اوتارینگے ہم اسکا سر دیکھ لینا

عدو سامنے آکے صادق کے ٹھہرے
نہیں اس کا ایسا جگر دیکھ لینا

غزل دیگر

برپا کرینگے حشر جو افغانیوں میں ہم
بیڑا اُٹھا کے جائینگے جاپانیوں میں ہم

اعجاز عیسوی کا کرشمہ دکھائینگے
توحید کو جلائینگے نصرانیوں میں ہم

دینگے نوید مقدم عیسےٰ یہود کو
منّاد بن کے جائینگے کنعانیوں میں ہم

جب ہم کرینگے یوسف ہندی کا ذکر خیر
صدہا غلام پائینگے کنعانیوں میں ہم

پھونکیں گے ایک روح علوم وفنون میں
حکمت کا درس دینگے جو یونانیوں میں ہم

آزاد زندگی تھی کبھی ہم کو بھی نصیب
ہو کر اسیر نفس ہیں زندانیوں میں ہم

عہدِ شباب صرف ہوا و ہوس ہوا
پیری گذارتے ہیں پشیمانیوں میں ہم

روحانیت کیواسطے کرتے نہیں جہاد
دن رات کاٹتے ہیں تن آسانیوں میں ہم

آباد دم قدم سے ہمارے جہان تھا
گردش سے اب تو رہتے ہیں ویرانیوں میں ہم

ہر دم جو خون کرتے ہیں جذبات نفس کا
یوں کاٹتے ہیں عمر کو قربانیوں میں ہم

عشق بتاں میں عقل کے دشمن ہیں اے خدا
کیا اپنی جان کھوئینگے نادانیوں میں ہم

اے ناخدائے کشتی اسلام آئیے
ہوتے ہیں غرق کفر کی طغیانیوں میں ہم

پیتے ہیں خوب جام بقا دست یار سے
جس روز سے شریک ہوئے فانیوں میں ہم

اک دم میں طے کرینگے سفر دو جہان کا
آئے کبھی جو عشق کی جولانیوں میں ہم

چلتا ہے خوب دور شراب طہور کا
رہتے ہیں شاد لطف کی مہمانیوں میں ہم

سودا ہوا ہے دست میں زلف یار کا
اسواسطے ہیں سلسلہ جنبانیوں میں ہم

ادراک ذات پاک میں چکرا گئی ہے عقل
آئینہ وش ہیں دوستو حیرانیوں میں ہم

اے جان جب سے حسن پہ تیرے فدا ہوئے
پایہ بلند رکھتے ہیں روحانیوں میں ہم

دشمن ہے گر زمانہ تو ہو خوف کیا ہمیں
جب اُس حفیظ کی ہیں نگہبانیوں میں ہم

فضل خدا سے نوح کی کشتی میں ہیں سوار
کیا ڈر جو ابتلا کے ہیں پانیوں میں ہم

صادق زباں پہ ذکر ہے احمد کا ہر گھڑی
مشغول رات دن ہیں ثنا خوانیوں میں ہم

عالیجناب مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب مالیر کوٹلہ

احمدی بھائی نمونہ خلق احمد کا دکھا
ادعائے احمدیت ورنہ ہوگا بیدلیل

مومن کامل کہانے تو بنیگا میرے دوست
بغض و کینہ دھو کے سینہ سے تو بن مرد جلیل

تیری عزت ہو مسلم رب عزت کے حضور
عزت دنیا کی نخوت تجھ کو رکھیگی ذلیل

تیرا دل ہو پاک و صاف آلودگی خشم سے
سوچ لے آخر تجھے بننا ہے احمد کا مثیل

احمد مرسل تو گالی سنکے دیتے ہیں دعا
تو بوقت حملہ بننا چاہتا ہے مست پیل

جذبہ جوش و غضب سینہ میں کیوں ہے مشتعل
سرد کر اسکو فرو کرنے کی پیدا کر سبیل

اپنے دشمن کیلئے دل سے دعائیں کر کے دیکھ
اسکو راہ راست پر لے آئیگا رب جلیل

آشتی سے صلح سے اسکو تو اپنا دوست کر
تو لب و لہجہ سنوار اپنی زبان قال و قیل

تیرے لب میں عیسوی اعجاز دم میں روح حق — تو انا الحق کہہ اٹھے ہو گی یہ اک زندہ دلیل

عجز کو شیوہ بنا نخوت کو تو پامال کر — یہ اگر باتیں ہو تجھ میں تو ہے مرد بیعدیل

تو ضمانت بن فقط بندہ خدا کا بنکے رہ — اک خدا ڈوبا تھا جا کر دیکھ لے تو رود نیل

تند خوی چھوڑ دے تا قب بنے کافوری مزاج — نیک خوی کے لئے لاؤ مزاج زنجبیل

عالیجناب مولوی رحیم بخش صاحب درد۔ ایم۔ اے۔ افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

مٹا دینگے دنیا سے شر دیکھ لینا — ہماری دعا کا اثر دیکھ لینا

مقابل پہ آئے گا جو بھی ہمارے — اڑا دینگے ہم اس کا سر دیکھ لینا

قیامت تلک پھر نہ وہ اٹھ سکیگا — وہ لیں گے ہم اس کی خبر دیکھ لینا

رہا دین حق زیر ہے مدتوں تک — کرینگے اسے ہم زبر دیکھ لینا

زمیں ہم نے لی ہے لنڈن میں۔ اب واں — بنا دینگے اللہ کا گھر دیکھ لینا

سنے گا خبر حاسد بدگہر جب — پھرے گا وہ تھامے جگر دیکھ لینا

منارہ پہ چڑھ کے اذاں دینگے جب ہم — جھکا دینگے یورپ کا سر دیکھ لینا

لگا دینگے بستاں مسیحا کا اس جا — کھلا دینگے ان کو ثمر دیکھ لینا

طیور اس میں لاکھوں کرینگے بسیرا — بڑھیگا یہ ایسا شجر دیکھ لینا

چڑھائیں گے سورج کو مغرب میں جا کر — ولایت میں ہوتی سحر دیکھ لینا

جو دیکھیں گے لنڈن میں مسجد ہماری — رقیبوں کا چھلنی جگر۔ دیکھ لینا

مبارک ہو محمود تجھ کو یہ مسجد — کرے گا تو عالم کو سر دیکھ لینا

تیرے در پہ آتے ہیں امید لے کر — غریبوں کو بھی اک نظر دیکھ لینا

کبھی کر کے ہمت جو ہم درد اٹھے — تو دشمن کو با چشم تر دیکھ لینا

غزل دیگر

کام جو کرنے کا تھا ہم ملتوی کرتے رہے — اور جو کرنا نہ تھا ہم تو وہی کرتے رہے

غفلتوں میں سستیوں میں شوخیوں میں ہر طرح
عمر ضائع ہم خطاؤں میں یونہی کرتے رہے

رحمتیں ہم پر ہوئیں مولیٰ کی بے حد و حساب
آہ! ہم کفرانِ نعمت ہر گھڑی کرتے رہے

رہنما ہم کو دیا اللہ نے فخر الرسل
گمرہوں کی ہی مگر ہم پیروی کرتے رہے

اپنے مولا کی نہ مانی ایک بھی ہم نے کبھی
اُسکے حکموں سے ہمیشہ سرکشی کرتے رہے

دین کی اپنے اشاعت تو بھلا کرنا تھا کیا
حامیانِ دیں سے اُلٹی دشمنی کرتے رہے

دشمنوں نے کر دیا اسلام کو پامال ہائے
اور ہم واحسرتا تن پروری کرتے رہے

چھوڑ کر سنت نبی کی ہم ہوئے رسوا و خوار
ٹھوکریں کھا کھا کے ہم بھی کجروی کرتے رہے

عاقبت کا بھی کبھی اپنی نہ آیا کچھ خیال
ہائے بدبختی کہ اوروں پر ہنسی کرتے رہے

آئے گی کس کام دولت اس جہاں کی حشر میں
گو یہاں قارون کی بھی ہمسری کرتے رہے

دیکھنا یہ ہے کہ ہمکو حشر میں ملتا ہے کیا
نیک اقوامی کی مانا ہمبری کرتے رہے

دین و دنیا کھو کے اب بیٹھے ہیں ہم صفدر! ابد
اپنے ہاتھوں ہی ہم اپنی دشمنی کرتے رہے

غیر سے ہم نے بگاڑی کر کے اس کو غیر خود
دوستوں سے نفس کیخاطر بدی کرتے رہے

اب بھی کچھ بگڑا نہیں ہے ہوش آ جائے اگر
بے وقوفی سے بہ ہیچ ہے خودسری کرتے رہے

رحمتِ حق گود میں لینے کو پھر تیار ہے
کیا ہوا اگر جہل سے ہم سرکشی کرتے رہے

دیکھنا کس پیار سے آغوش میں لیتا ہے وہ
کیا ہوا گستاخیاں گر ہم بڑی کرتے رہے

آؤ چلکر اس مسیحا کی قدم بوسی کریں
پھیر کر منہ جس سے اپنا بے رخی کرتے رہے

غزل دیگر

ہر مصیبت میں وفا کرنے کو طیار ہیں ہم
ساری دنیا کے خفا کرنے کو طیار ہیں ہم

دل میں رہ جائے نہ محمود تیرے کوئی امنگ
زندگی تجھپہ فدا کرنے کو طیار ہیں ہم

جس طرح چاہے جہاں چاہے جو چاہے کہدے
جو کہے تو تجھے ادا کرنے کو طیار ہیں ہم

چھوڑ کر خویش و اقارب کو چلے جائیں گے
حق تبلیغ ادا کرنے کو طیار ہیں ہم

سر میں ہے جوشِ جنوں دل میں ہے نورِ ایماں
کفر و بدعت کے فنا کرنے کو طیار ہیں ہم

صبر کرنے نہیں دیتی ہمیں بیتابی دل
حشر دنیا میں بپا کرنے کو طیار ہیں ہم

دل تو مدت سے کیا تیرے حوالے پیارے
جان بھی تن سے جدا کرنے کو طیار ہیں ہم

مال کیا چیز ہے اور جاں کی حقیقت کیا ہے
آبرو تجھپہ فدا کرنے کو طیار ہیں ہم

شرم تو ہم سے گنہگاروں کی رکھنا یارب
دعوئ عشق وفا کرنے کو طیار ہیں ہم

کوئی کلفت نہ رہے آپ جو آتا کہدیں
درد کی تیرے دوا کرنے کو طیار ہیں ہم

نیّر عالیجناب مولوی عبد الرحیم صاحب قادیانی

مریضِ ہجر جاناں کی کریگا کیا دوا کوئی
وہی اس درد کو جانے جو خود ہو مبتلا کوئی

بدلکر بھیس آتے ہیں بلانے کو مرے خاصہ
نہ ہے اندوہ وغم کوئی تو ہے رنج و بلا کوئی

ہمارے خانۂ دل میں ہو کیونکر غیر کی الفت!
تصوف میں نہیں عشق اللہ کے سوا کوئی

جو نکلے سبزہ تربت پر میری تو جان لینا تم
مسافر منزل مقصود پر پہونچا ہے جا کوئی

جفا میں جور میں ظلم و ستم میں وہ ہیں لاثانی
نہیں سارے جہاں میں آج ان سا بیوفا کوئی

جہاں میں آپ آئے پھر شہ مکی نہ مدنی
بشکل احمدؐ کدعن اگر ہو جانتا کوئی

وہ میرے گھر میں آئیں دیکھئے بخت رسا اپنا
کہیگا مجھ سے بڑھکر کیا بھلا صلِ علیٰ کوئی

لگا کر بین نینوں سے بسایا آنکھوں میں انکو
جو دیکھا میری آنکھوں نے بھلا کیا دیکھتا کوئی

رقیبو! کہہ گئے ہیں وہ نہیں انمیں مرا کوئی
قلیل من عبادی کے سوا اب آشنا کوئی

محمدؐ بن کے احمدؐ آئے جو محمود عالم میں
احد کا جلوہ ہے نیّر نہیں ہے دوسرا کوئی

عالیجناب قاضی محمدؐ یوسف صاحب فاروقی احمدی پشاور

مژدہ! وہ احمدؐ موعود یہاں آنکلا
مطلع شرق پہ وہ نیّر بیضا نکلا

ظلمت کفر جو عالم میں تھی پھیلی ہرسو
عین اسی وقت میں یہ بدر چمکتا نکلا

منتظر جس کے تھے تم چرخ سے اتریگا کبھی
لو اسی ارض سے وہ مرد مسیحا نکلا

کل نبی جلوہ نما ہونے تھے اک وقت آکر
سب کے حلقوں میں احمدؐ مرا تنہا نکلا

درج عالم میں اگرچہ ہیں ہزاروں گوہر
لیک احمد مراد وہ دُر ہے جو یکتا نکلا

مرے موسیٰ کے عصا سے ہوئے ساحر نادم
آنکھ چُندھیا گئی جب وہ ید بیضا نکلا

شام سے چرخ پہ سمجھا تھا جو عیسیٰ کا عروج
یہ غلط ہے وہ سرینگر میں تھا جا نکلا

شمع رو میں تیرا پروانہ نہیں ہوں تنہا
اب تو ہر بزم میں عالم تیرا شیدا نکلا

امتحاں میں جو پڑی قوم تو سب چونک اٹھے
کیونکہ سمجھا تھا بڑا جس کو وہ چھوٹا نکلا

وہ ملمع شدہ زیور جسے سمجھے تھے کھرا
جب کٹھالی میں وہ ڈالا گیا کھوٹا نکلا

وہ جو کہتے تھے کہ یوسف کبھی ہوتا تھا غلام
ان کو کہدو کہ وہی مصر کا آقا نکلا

عالیجناب منشی قاسم علیخانصاحب قادیانی ریاست رامپور

کونسے وقت مرے رب کی عنایت نہ ہوئی
کونسے روز مگر مجھ کو شکایت نہ ہوئی

کونسے حال میں اللہ کی شفقت نہ ہوئی
مجھ سے کس لمحہ میں ناشکری نعمت نہ ہوئی

ایسی ساعت نہ ملی آہ! تغافل سے کبھی
ساتھ جو کیفر کردار کی شامت نہ ہوئی

خانۂ دل ہوا ایمان سے ایسا خالی
جسمیں دو روز بھی مہمان امانت نہ ہوئی

گلشن دہر میں کیوں دست خزاں کا ہے عمل
باغبانان گلستاں سے ریاضت نہ ہوئی

شور و شر چار سو ہر گوشہ میں ہے فتنہ بپا
کونسی جان تہ مشق مصیبت نہ ہوئی

آنکھ کھلتی ہے تو ہر صبح سے کہتی ہے یہی
کیوں میری خواب کی تعبیر حکومت نہ ہوئی

نہیں بیفایدہ ہے بلکہ مضراب یہ خیال
وقت عشرت جو تلاش رہ راحت نہ ہوئی

بن کے مسلم لیا انعام خلافت حق سے
آج کیوں چھن گیا اسپر کبھی عبرت نہ ہوئی

ڈالکر منہ تو گریبان میں دیکھو صورت
ہوس خود غرضی راہ میں نوبت نہ ہوئی

پردۂ دین میں ہے راز حصول دنیا
اس عمل پر کبھی خلوت میں بھی خفت نہ ہوئی

کس نے پائی ہے زمانہ میں نفاق تو فلاح
پیشرو راستی رہبر جو صداقت نہ ہوئی

طلب جاہ میں کیا چھوڑی کسی کی ملت
نفس کافر سے اگر ترک موالات نہ ہوئی

تجھ کو سوراج بھی دنیا کا ملا کیا حاصل
ملک میں جسم کے جو تیری خلافت نہ ہوئی

زیب تن ظاہرہ کھدر کا کیا ملبوس تو کیا ۔ دور اگر پیرہن دل سے نزاکت نہ ہوئی
گو اپیل آپ کا مانا بھی زمیں والوں نے ۔ سب ہے بیکار فلک پر جو سماعت نہ ہوئی
گرم بازاری ہڑتال ہے بے سود زیاں ۔ جب خریداری حقیقی سے تجارت نہ ہوئی
شہ دنیا ہی کیا تم تارک شاہ دیں ہو ۔ آسمانوں سے تمہاری جو حمایت نہ ہوئی
ہند کیا تمہیں حاصل ہے خدائی سوراج ۔ ہو گئی ختم جو گاندھی کو رسالت نہ ہوئی
اہل قرآں کا ہوا اب دشمن قرآں ہادی ۔ کیا قیامت ہے کہ ابتک بھی قیامت نہ ہوئی
خادم دین نے کعبہ کا پردہ رکھکر ۔ قبلۂ دل کی کسی روز حفاظت نہ ہوئی
ملک و دولت کے لئے دین ہو دنیا پہ نثار ۔ یہ تو مومن کی وفا شرط دیانت نہ ہوئی
خالی اعزاز حکومت بھی ہے شملہ کا خدا ۔ پہلے لندن کے خداؤں سے ندامت نہ ہوئی
امن ملجائے جو دنیا کو خدا سے لڑ کر ۔ پھر تو یہ کھیل ہے احمدؐ کی نبوت نہ ہوئی
قادیانی کو [illegible] ہے فقط ۔ ورنہ منکر پہ ادا کونسی حجت نہ ہوئی

[illegible] محفوظ الحق صاحب علمی مدراس

عصیاں کا بوجھ اپنے سر دل سے اتار دو ۔ تم جان و مال شافع محشر پہ وار دو
عزت بھی دو۔ یہ جاہ و حشم دو وقار دو ۔ جو کچھ ملا ہے تم کو سبھی بہر یار دو
آزاد ہو کے دیں سے اسیر ہوا نہ ہو ۔ سرکش نہ ہو یہ نفس اسے تم مہار دو
اصلاح نفس کرکے بنو مصلح جہاں ۔ بگڑے ہوئے جو کام ہیں تم سب سنوار دو
پاکر محمدی ید بیضا کی روشنی ۔ تم رنگ بزم ملت بیضا نکھار دو
کہتی تھیں یوں مسیح سے ارواح اہل شوق ۔ ہم بیکسوں کو اب نہ غم انتظار دو
انکو جواب صاف مسیحا نے یوں دیا ۔ میں فوت ہو گیا ہوں اٹھو تم پکار دو
تیس آیتوں نے دی ہے خبر میری موت کی ۔ پھر بھی اگر کہیں کہ نشان مزار دو
لیجاؤ انکو روضۂ کشمیر کیطرف ۔ انکو سرینگر میں دکھا خانیار دو
پڑھ کر کتاب پاک جو گمراہ رہ گئے ۔ انکو تم اپنے دل پہ نہ کچھ اختیار دو

مینے کہا کہ ہیں وہ بڑے عالم و فقیہہ
قرآن نے کہا کہ خطاب حمار دو

اے پہلوان حق کے غلامو اٹھو اٹھو
زندہ بنو۔ جری بنو۔ شیطاں کو مار دو

ہاں ہاں تمہیں حقیقت اسلام ملگئی
عالم کو تم یہ نعمت پروردگار دو

دنیا کو دین حق کی مے خوشگوار دو
دے دے کے بادہ نشہ غفلت اتار دو

شکر خدائے پاک کہ وقت خزاں گیا
سارے جہاں کو مژدہ فصل بہار دو

نور عرب کی برق تجلی چمک گئی
مشرق سے سبکو آمد مہدی کا تار دو

لو آگیا مسیح زماں شاہ آخریں
دو یہ خبر ہر ایک کو اور بار بار دو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

عالیجناب مسعود صاحب ریاست جموں

کرو شکر خدا ہر بار لوگو
کہ دیں کا آگیا غمخوار لوگو

تھے جسکے منتظر تم مدتوں سے
وہ آیا آج حق کا یار لوگو

بڑا ہی عشق تھا مہدی کا تم کو
تو اب کرتے ہو کیوں انکار لوگو

امام الوقت کے جتنے نشاں تھے
خدا نے کردیئے اظہار لوگو

خدا کا فضل ہے اب قادیاں پر
کہ یاں مہدی کا ہے گلزار لوگو

بہشتی مقبرہ گر ہے تو یاں ہے
مریدوں کے لئے تیار لوگو

نظر ہے دور سے آتا چمکتا
مسیحا کا یہاں مینار لوگو

اگر خلد بریں ہے تو یہیں ہے
خدا کا ہے یہیں دیدار لوگو

نشانہائے صداقت اسکے شاہد
کرو توبہ بنو ہوشیار لوگو

کسوف مہر دن کو ماہ شب کو
کہیں ہے گولہ دمدار لوگو

کہیں ہے زلزلہ چونکانے والا
کہیں طاعون کی بھرمار لوگو

کہیں آتش فشانی کی ہے سورش
بہت ملک اس سے ہے فی النار لوگو

کہیں ہیضہ نے ڈالی ہے تباہی
نکالی اپنی جب تلوار لوگو

کہاں آتھم کہاں ہے سومراج اب | مرا ڈوئی بھی ہے مردار لوگو

مخالف ہو مسیحا کا وہ بیدین | ہوا پھر بحث پر تیار لوگو

محمدؐ مصطفیٰ کو گالیاں دیں | پڑی ان گالیوں کی مار لوگو

محمدؐ مصطفیٰ کی تیغ بُرّاں | ہوئی اس کے جگر کے پار لوگو

لگایا تھا جنہوں نے فتوئے کفر | ہوئے فی النار آخر کار لوگو

کیا جس نے تھا اسپر جھوٹ دعوےٰ | ہوا وہ بھی ذلیل و خوار لوگو

ہُنی جس نے دی شہادت جھوٹ اُسپر | خدا اس سے ہوا بیزار لوگو

ہوا دنیا میں رسوا۔ اور سمجھا | عدالت نے اسے مکار لوگو

تمہیں توان ملانوں جاہلوں نے | ڈبویا سب کو ہے یکبار لوگو

خدا کے واسطے ٹل جاؤ ضد سے | کرو خوف خدا اکبار لوگو

کرو گے کیا جواب اُس حق کے آگے | تمہیں پوچھیگا جب قہار لوگو

خدا کے برگزیدوں سے عداوت | یہی ہے سیرت کفار لوگو

اگر ہے عشق تمکو مصطفیٰ کا | تو یہ ہی ہے اسی کا یار لوگو

اگر ہے شوق دیدار محمدؐ | تو یاں آکر کرو دیدار لوگو

یہی ہے قادیاں جسمیں نبیؐ کا | پیارا یار ہے دلدار لوگو

یہی مہدی اسی کا نام مشہور | غلام احمدؐ مختار لوگو

خدا کے دشمنوں کے باندھنے کو | یہی آیا ہے تھانیدار لوگو

مسیحا نے ہزاروں عاصیونکو | کیا مسعود برخوردار لوگو

خاکی۔ عالیجناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب سکول ماسٹر گوہ مرگی

اہل مجاز محو ہیں خوبان دھر میں | کافی میرے لئے احمدؐ کی دید ہے

گرچہ چاہتا ہے مصحفِ رخ کو تو دیکھنا | اس کی سبیل ورد کلام مجید ہے

پائے کبھی نہ مرہم عیسےٰ سے اندمال | زخم حبیب احمدؐ مرسل شدید ہے

اے منکر مسیح زباں اپنی تھام لے — کیوں بے خبر ز کار رقیبؔ عنید ہے
اللہ قریب ہے، ڈر اس سے اے شقی — بھولا ہوا کیوں آیتِ حبل الورید ہے
لائینگی رنگ ہند کی مادہ پرستیاں — یورپ ہے گر حدید یہ خبث الحدید ہے
کہتے ہیں لوگ عشق اور مذہب میں ہے تضاد — مذہب بغیر عشق ضلال بعید ہے
صحرائے خشک و ریگ رواں ہے نہ کر خطر — نخلِ امید پر تیری طلع نضید ہے
جلد آ کہ تیرے آنے سے ہیں شاد کام ہو — اے وصل یار تیری تو مدت مدید ہے
محمودؔ! میرے احمدِ مرسل کی یادگار — میرا تو غمگسار ہے میری تو عید ہے
خاکی ہے تیری دید کی خواہش میں رات دن — اس کی قرارگہ تیرے در کی وصید ہے

گلاب - عالیجناب گلاب الدین صاحب رہتاسی

دوستو۔ اولادِ احمدؐ کا ستانا ظلم ہے — قادیاں کو چھوڑ کر لاہور جانا ظلم ہے
جب خدا اسکو کہے احمدؐ نبی احمدؐ نبی — پھر تو احمد کی نبوت کا چھپانا ظلم ہے
دونوں ہاتھوں نے درختِ احمدیت کا ثمر — احمدی اپنے تئیں کہنا کہانا ظلم ہے
عیسٰی و مہدی و ہادی اور کیا کیا مان کر — اسکے پھر لختِ جگر کا دل دکھانا ظلم ہے
بارگاہِ حق سے گر توفیق نیکی کی ملی — اُسپہ کرنا فخر لوگوں کو جتانا ظلم ہے
قادیاں لوگوں کا مرجع حکم خالق سے بنا — اسطرف جانے سے لوگوں کو ہٹانا ظلم ہے
حب اللہ بغض اللہ ہو گر تقوی ہے شرط — دین کو دنیا کی باتوں میں ملانا ظلم ہے
غیر قوموں کی تو خدمت میں پیام صلح ہو — ہر دم اپنوں سے مگر لڑنا لڑانا ظلم ہے
جس سے علم تیر سیکھیں اور نشانہ بازیاں — تیر اسکے بچوں پر کس کر چلانا ظلم ہے
جس کے فیض عام سے ہم بنگئے سرو اُرم — بالمقابل انکے ہیں باتیں بنانا ظلم ہے
حضرت اقدس جسے کہدیں اولو العزم و حلیم — کل کا بچہ پھر حقارت سے بتانا ظلم ہے
بات سچی اور پکی صاف بدیہی بھی جو ہو — دیدہ و دانستہ خاطر میں نہ لانا ظلم ہے
خاکِ یثرب میں تو ہوں خیر الرسل زیر زمیں — آسماں پر حضرت عیسیٰ کا جانا ظلم ہے

ہو گیا معلوم جب محمود کا رتبہ گلاب — دوڑ کر اب انکے قدموں میں نہ جانا ظلم ہے

حافظ ۔ حافظ سلیم احمد خانصاحب احمدی اٹاوی

خدا کے بندے نبی کی ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں — گدائے احمد فدائے ملت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

خدا کو ہم ایک جانتے ہیں۔ ملائکہ کو بھی مانتے ہیں — ہمیں کتابوں سے بھی ہے الفت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

خدا نے بھیجے ہیں جو پیمبر وہ سب ہیں نور خدا سراسر — ہمارے دل میں ہے سب کی عزت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

یہ ہے عقیدہ کہ بعد رحلت۔ ضرور ہم سب کی ہوگی بعثت — نہ کوئی شک ہے نہ اسمیں حجت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

مٹا ہی دینگے نام شرک و بدعت جہاں میں پھیلا ہی دینگے ہدایت — کرینگے اسلام کی اشاعت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

زمانہ خوب اسکو جانتا ہے عدو بھی دل میں یہ مانتا ہے — کہ ماحی کفر و شرک و بدعت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

نہ دشمنی ہے نہ دل میں کینہ۔ ہے یہی بات تو ہے پاک سینہ — ہمیں کسی سے نہیں عداوت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

جہان کا مالک ہے رب ہمارا۔ جہاں میں جو ہے وہ سب ہمارا — خدا کی ہم پر ہے خاص رحمت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

یہی ہے خواہش یہی ہے ارماں کہ جان اسلام پر ہو قرباں — وہ جنکو اتنا ہے درد ملت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

جسے ہے اسلام دل سے پیارا۔ جو خادم دین ہے آشکارا — خدائے احد کی وہ جماعت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

الٰہی آفات سے بچانا کہ ہم ہیں کمزور تو توانا — ہمیں ہے مطلوب تیری رحمت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

ہمیں ہیں فضل خدا سے حافظ جہاں میں یہ حق کے واعظ — لقب ہمارا ہے خیر امت ہم احمدی ہیں ہم احمدی ہیں

شہاب ۔ خانصاحب مہر محمد خانصاحب مالیرکوٹلی

آنکھوں میں اشک دل میں عجب اضطراب ہے — کیونکر نہ ہو یہ حال کہ یوم الحساب ہے

پی پی کے مست ہو گئے رندان شاد کام — حصہ میں زاہدوں کے فقط پیچ و تاب ہے

ناصح ہو یا وہ واعظ شیریں مقال ہو — جسکو بھی دیکھتا ہوں بحال خراب ہے

چھپ چھپ کے پی رہے ہو عبث ہے اجتناب شیخ — خوف خدا نہیں ہے تو پھر کیا حجاب ہے

کہتا ہوں بعد تجربہ سنو کی یہ ایک بات — کہتے ہیں لوگ جسکو وفا ایک خواب ہے

جوش بہار اور یہ اپنا تباہ حال — لا ساقیا اگر کوئی جام شراب ہے

وحشت برس رہی ہے ذرا منہ تو دیکھئے / اس پر شہاب دعویٰ حسن شباب ہے

نصیر - عالیجناب شیخ نصیر احمد صاحب ٹھیکیدار - انبالہ

میاں محمود احمد لائق وصف و ثنا تم ہو / سزاوار خلافت اور امام باصفا تم ہو

تمہیں موعود مصلح قدرت ثانی کے مظہر ہو / امام متقی ابن مسیح مجتبیٰ تم ہو

تمہیں مہدی نے خود مژدہ دیا تھا تیری بعثت کا / خدا کا شکر اے فضل عمر وہ پیشوا تم ہو

وجود پاک سے تیرے مٹیں گی ظلمتیں ساری / ضیائے بزم دین مصطفیٰ تم ہو

نہ سمجھیں ابن مہدی جو تجھے وہ لوگ ناداں ہیں / مسیحا کے پسر موجود فخر اولیا تم ہو

عداوت جسنے کی تجھ سے گرا بحر ضلالت میں / بلاشک کشتی دین نبی کے ناخدا تم ہو

گرفتار مصائب ہے نصیر اے رہبر صادق / دعا کیجئے دعا کیجئے کہ مقبول الدعا تم ہو

عالیجناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب منظور بھیروی سلانوالی

احمدی دیکھ ذرا سوچ فرائض اپنے / شرک اور کفر کو دنیا سے بدر کرنا ہے

سکۂ توحید کا بٹھلانا ہے ہر اک دل پر / فتح سب دنیا کو بے تیغ و تبر کرنا ہے

بحر و بر چھان کے ہر فرد بشر سے مل کر / آمد مہدی و عیسیٰ کی خبر کرنا ہے

شوق سے غرب تلک دیکھ وہ تو ہے جس نے / گورے کالوں کو بہم شیر و شکر کرنا ہے

شمع اسلام کی تو ہی تو ہے۔ سوزش سے نہ ڈر / کام بس تیرا تو جل جل کے سحر کرنا ہے

تیرے ہوتے رہے مشغول ضلالت دنیا / تو جو پارس ہے تو فولاد کو زر کرنا ہے

تونے گر مد نظر دین و دیانت کو رکھا / تیرا میدان ہے اور تو نے ہی سر کرنا ہے

اب امن ہوگا فقط تیرے ذریعے قائم / دور اب تو نے ہی یہ فتنہ و شر کرنا ہے

تو نے اے احمدی اسلام کی خاطر قرباں / جان و اولاد و وطن دولت و زر کرنا ہے

چشم احباب میں عزت ہے تیری تو کیا ہے / دل میں دشمن کے مگر تو نے تو گھر کرنا ہے

بوجھ بھاری ہے کڑی منزل ہے یاں بیٹھ نہ رہ / کام جو ہو سکے وہ کر بھی اگر کرنا ہے

ہے تو گندہ پہ آلی ہے تیرا ہی بندہ
تو نے منظورؔ کو منظور نظر کرنا ہے

غزل دیگر

منظورؔ کیا ہوا تجھے رب کی سنوار ہو
اب سُستیوں کا وقت نہیں ہوشیار ہو

تو احمدی ہے لیل بھی تیری نہار ہو
سارے جہاں سے تیرا انوکھا خمار ہو

ہر بات تیری آمد مہدی کا تار ہو
ہر کام تیرا دین کا اک اشتہار ہو

دنیا کی اک بھی شے سے نہ تیرا پیار ہو
جو کچھ بھی ہو وہ راہ خدا میں نثار ہو

کیا یہ نہیں ہے تیرے لئے شرم کا مقام
دنیا جو تیرے ہوتے بھی تاریک تار ہو

احمدؐ رسول ہے تیرا سالار کارواں
ہر وقت بے نیام تیری ذوالفقار ہو

دنیا ہو آخرت ہو جہنم ہو یا بہشت
مقصود تیرا جلوۂ دیدار یار ہو

اے دل یہی تو ہے تیری قربانیوں کا وقت
اب اور کس گھڑی کا تجھے انتظار ہو

آنکھیں مری برستی ہیں تو بھی برس کے دیکھ
تجھ سے جو ہمسری مری ابر بہار ہو

میں موسم بہار میں گلشن سے دور ہوں
منظورؔ کس طرح میرے دل کو قرار ہو

عالیجناب منشی برکت علی صاحب لائق احمدی گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ

دیکھ مسلم پسِ پردہ کوئی سالوس نہ ہو
راہبر تو جسے سمجھا ہے وہ جاسوس نہ ہو

کس طرح دیر برہمن سے اٹھا شورِ اذان
تیری لبیک پئے نالۂ ناقوس نہ ہو

دیکھنا کوئے صنم میں ہے رقیب خود کام
حسن بے پردہ خیالی کوئی فانوس نہ ہو

دیکھ ہشیار نہ دانہ ہو دام کہیں
پھنس کے تو پنجۂ صیاد میں محبوس نہ ہو

زرِ خالص نہیں ہر نقشِ دل آرا ہوتا
زشت پائی پہ خجل صورتِ طاؤس نہ ہو

مردم دیدہ ہوا کو کب اقبال عدو
اسی پردے میں نہاں طالع منحوس نہ ہو

انبیاء کی ہے جو میراث اسے حاصل کر
زیب تنِ علم کی جا جہل کا ملبوس نہ ہو

ہے تمدن کا ترا قطع تعلق دشمن
اس روبہ سے ترقی کہیں معکوس نہ ہو

شان اسلام اطاعت میں نمودار ہے — منکر و بیغی سے مسلم کبھی مانوس نہ ہو
کیوں پریشانیٔ خاطر نے دبایا ہے تجھے — بے خبر جلد یہ بیماری کا بوس نہ ہو
آ ادھر رحمتِ حق گود میں لے لے تجھ کو — اپنے مولا کی عنایات سے مایوس نہ ہو
دور ہو شخص پرستی کا خمار اے لائقؔ — قطرہ گو بادۂ عرفان کا ہو فانوس نہ ہو

غزل دیگر

مصائب آشنا رہ نت نیا ہیجان پیدا کر — تو اپنے درد ہی سے درد کا درمان پیدا کر
خمار تلخ کامی وجہ صد آرام ہے غافل — تو اپنے شیشۂ دل میں مئے عرفان پیدا کر
ہوا بگڑی ہوئی بازار عالم میں ہے اخلاقی — جہاں یہ جنس ہو اچھی کوئی دکان پیدا کر
مہیا ہیں ہزاروں آیتیں ترک تعاون میں — مگر اے مدعی اک دوسرا قرآن پیدا کر
کہیں عاید نہ ہو تجھ پر ہی فتویٰ لاتعاون کا — نہ للہ مومنوں میں اسطرح عدوان پیدا کر
ادھر تقدیر سیدھی ہو ادھر تدبیر ہو سیدھی — اگر یہ شرط ہے تو مومنوں کی آن پیدا کر
نہ چھوڑو علم کو گو چین میں جانا پڑے تم کو — حدیث مصطفےٰ کی مدرسوں میں شان پیدا کر
جلادے نونہالوں کو نہ برقِ خرمنِ ہستی — حفاظت کے لئے للہ کچھ سامان پیدا کر
گل نوخیز مکتب کے ہیں کشتِ آرزو اپنی — اُڑا لیجائے جو انکو نہ وہ طوفان پیدا کر
کھلیں آنکھیں تری کحل الجواہر سے حکومت کے — کوئی کرسی سرِ دربار میری جان پیدا کر
درِ مقصود سے امن و اماں بھر دے ترا داماں — کرے "لاتفسدوا" کا پاس وہ ایمان پیدا کر
رضائے یار پر قربان تا کرتا ہے ہر دم — دل پر آرزو میں سینکڑوں ارمان پیدا کر
دعا کے باغ کو شاداب کر اشک ندامت سے — پریشانی کے بدلے دل میں اطمینان پیدا کر
جلاڈالے خس و خاشاک کو شعلہ فشاں ہوکر — دلِ لائقؔ میں ایسی آگ یا رحمٰن پیدا کر

شیخ حسن شریف احمدی حیدرآباد دکن

عشق تیرا مجھے محمود ہوا خوب ہوا — مجھکو سود تیرا مسعود ہوا خوب ہوا

کوئی جچتا ہی نہیں دل میں مگر تیرے سوا
تو میری آنکھوں میں موجود ہوا خوب ہوا

نام اپنا جو لکھایا تیرے مشتاقوں میں
نظر غیر میں مردود ہوا خوب ہوا

نشۂ جام مے عشق کی مخموری میں
کیا ہوا! تو میرا محبوب ہوا خوب ہوا

رخنہ اندازوں نے اک راہ نکالی تھی ولے
کیا ہوا تو ہی تو محمود ہوا خوب ہوا

ہاتھ پر تیرے جو بیعت کا ہوا نعرہ بلند
چشم حساد میں محسود ہوا خوب ہوا

راہ سے مجھکو ہٹایا ہی تھا اک ظالم نے
رہنما میرا وہ معبود ہوا خوب ہوا

ڈالکر پردہ تیرے رخ کو چھپانا تھا عدو
پر میرے دل میں تو مشہود ہوا خوب ہوا

ہو مبارک تجھے یہ ملت موعود حسن
تیرا مرشد بھی تو موعود ہوا خوب ہوا

عالیجناب مکرم محترم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کرنال

جبتک کہ اس جہاں میں مسیح زماں رہے
زندہ خدا کے ہم کو دکھاتے نشاں رہے

مردوں میں جان ڈالتے اذن خدا سے تھے
اور زندگی وہ دیتے کہ جو جاوداں رہے

تشنہ لبان شربت دیدار کے تئیں
دکھلاتے راہ کوچۂ جان جہاں رہے

بلبل کو روئے گل سے شناسا کیا گئے
جبتک کہ باغ دہر میں وہ باغباں رہے

اخلاص صدق و عشق کے انکے زمانہ میں
مکتب بنے۔ علوم کھلے۔ امتحاں رہے

اہل وفا کی ایسی جماعت بنا گئے
حق پر فدا رہینگے وہ۔ جبتک کہ جاں رہے

خواص

اے کامیاب عشق! سنو تو سہی ذرا
ہم تم بھی ساتھ تھے کبھی اے مہرباں رہے

تم نے تو اڑ کے گوہر مقصود پا لیا
ہم سست گام اور وہی نیم جاں رہے

پا بستہ غفلتوں نے کیا ہمکو اس قدر
عمریں گذر گئیں کہ جہاں کے تہاں رہے

بے دید روئے یار مزا کیا ہے گر کوئی
مکے رہے۔ مدینے رہے۔ قادیاں رہے

واحسرتا کہ کس سے کہیں اپنا حال زار
کس کو پڑی کہ سنتا مری داستاں رہے

مل مل کے ہاتھ اپنے یہ کہتا ہوں بار بار
منزل کہاں تھی اور پڑے ہم کہاں رہے

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرس کارواں رہے

۲۔ مجاہدین

صد آفریں ہے تم پہ گروہِ مجاہدیں! — پیچھے سے آئے پہنچے کہیں سے مگر کہیں
وہ نورِ قادیان میں نازل ہوا تھا جو — روشن کیا ہے اس سے ہر اک گوشۂ زمیں
پہنچا ہے کوئی لندن و امریکہ۔ کوئی مصر — اور ماریشس میں جا کے ہوا کوئی جاگزیں
مشعل کو لے کے نورِ ہدایت کی ہند میں — پھرتی ہے شہر شہر میں فوجِ مبلغیں
تیار ہو رہے ہیں ابھی اور عسکری — چھوڑینگے یہ جوان کسی ملک کو نہیں
ہے اک طرف اگرچہ مسرت بھی بے حساب — ازبس کہ کامیاب ہیں یہ فاتحانِ دیں
پر دوسری طرف ہے یہ حسرت بھی ساتھ ساتھ — کہتا ہوں آہ بھر کے دلِ زار کے تئیں

یاراں تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرس کارواں رہے

۳۔ عوام

اے عامیٔ جماعتِ احمد زہے نصیب! — خاصانِ حق کی ذیل میں تیرا شمار ہے
مفلس ہے یا امیر، تجھے عذر کچھ نہیں — کھلتی اگر ہے جیب تری بار بار ہے
تو سلسلہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے یاد رکھ — پڑتا ہے آ کے تجھ پہ ہی آخر جو بار ہے
دنیا اگرچہ تجھ کو سمجھتی رہے حقیر — پر آج تیرے پیسوں پہ دیں کا مدار ہے
چندے سے تیرے مدرسے اور مسجدیں بنیں — اور تیری ہمتوں کا نتیجہ منار ہے
جتنی ہیں شاخہائے نظارات و انجمن — اور جتنا سلسلہ کا یہ سب کاروبار ہے
فضلِ خدا سے تیری کمائی کے ہیں ثمر — یہ خاص تجھ پہ چشمِ عنایاتِ یار ہے
اولاد و مال و عزت و املاک دیدیئے — پھر بھی سمجھ رہے ہو کہ باقی ادھار ہے
پر حیف ہم سے کوئی بھی خدمت نہ ہو سکی — اب صرف چشم پوشی پہ اُس کی مدار ہے
بہتیرا چاہتا ہوں کہ میں چپ رہوں مگر — آتا زباں پہ شعر یہی بار بار ہے

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۴۔ مرحومین

اے ساکنانِ مقبرہ! تم پر ہو مرحبا
مر کر بھی تم ہوئے نہ درِ یار سے جُدا

دے دیکے نقدِ جان خریدا یہ قربِ خاص
سودا قسم خدا کی یہ سستا بہت کیا

جنت ملے گی ایک تو اللہ کے یہاں
اور دوسری بہشت یہ پہلو ہے یار کا

یاں کچھ خبر نہیں کہ جگہ بھی ہو یہ نصیب
یا گر ملے تو حد سے زیادہ ہو فاصلہ

ہم تم کو دیکھ دیکھ کے کرتے ہیں رشک اُور
کہتے ہیں حسرتوں سے یہ آنسو بہا بہا

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۵۔ دعا

اے آنکہ میرے واقفِ اسرار ہو تمہی!
دلبر تمہی، نگار تمہی، یار ہو تمہی

کوئی نہیں جو رنج والم سے کرے رہا
یاں دلشکن بہت ہیں۔ پہ دلدار ہو تمہی

دروازہ اور کوئی بھی آتا نہیں نظر
جاؤں میں کسطرف کو جو بیزار ہو تمہی

تم سا کسی میں حسنِ گلو سوز ہے کہاں
عالم کی ساری گرمیِ بازار ہو تمہی

یاں ہاں اُٹھے یہ پردہ۔ نظر ایک مہر کی
لُطف و کرم کے مالک و مختار ہو تمہی

لینے کا اس متاع کے کس کو ہے حوصلہ
لے دے میرے دل کے خریدار ہو تمہی

اعمال ہیں نہ مال۔ نہ کوئی شفیع ہے
اَب بات تب بنے جو مددگار ہو تمہی

تم سے نہ گر کہوں تو کہوں کس سے جا کے اور
اچھا ہوں یا بُرا میری سرکار ہو تمہی

اب لاج میری آپکے ہاتھوں میں ہے فقط
ستار ہو تمہیں مرے۔ غفار ہو تمہی

درماندہ رہگیا ہوں غضب تو یہی ہوا
کیجے مدد! کہ چارۂ آزار ہو تمہی

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

عالیجناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قادیان

اپنی جنت پہ تو اتنا نہ ہو نازاں زاہد
کہیں سب کچھ یہ خیالی ترا فانوس نہ ہو

تو جو مسجد میں اذاں کہتا ہے جا کر ہر روز
کسی مندر میں یہ بجتا کوئی ناقوس نہ ہو

تجھ سے ملنے کی ہو صورت کوئی کیونکر حاصل
ہر کسی پر ہے مجھے یہ شک کہ جاسوس نہ ہو

عشق کہتا ہے کہ ہر کوچہ میں ان کے رسوا
عقل کہتی ہے یونہی دشمن ناموس نہ ہو

کیوں پریشان ہوا جاتا ہے کیا بات ہے یہ
دیکھ تجھ کو کہیں بیماری کابوس نہ ہو

دل میں شبہات جو اٹھتے ہیں دبا دے انکو
یاس و حرمان سے ہرگز کبھی مانوس نہ ہو

تجھ کو ملجائیگا محبوب ترا۔ تیری قسم
مشکلیں دیکھ کے اے درد تو مایوس نہ ہو

عالیجناب میر حامد شاہ صاحب حامد سیالکوٹی

خطۂ پاک قادیاں کیا ہے
جا کے دیکھوں وہاں سماں کیا ہے

جانبِ شرق میں ہیں کیا انوار
کس کا جلوہ ہے وہ مکاں کیا ہے

بقعۂ نور ہے وہ آبادی
کیا زمیں اسکا آسماں کیا ہے

اس میں نازل ہوا مسیح زمان
اس میں کیا شبہ ہے گماں کیا ہے

دیکھ جا کر بلندیٔ مینار
اسکی رفعت کی اسمیں شاں کیا ہے

پاس اُس کے ہے مسجد اقصیٰ
برکتوں کا وہاں نشاں کیا ہے

دیکھ پھر مسجدِ مبارک کو
وحیٔ حق سے وہاں اماں کیا ہے

متصل مسجدِ مبارک کے
پاک عمارات کا اجہاں کیا ہے

اُن میں رہتا ہے خانمانِ نبی
واہ اُن کی بھی پاک جاں کیا ہے

اُن میں ہے اک خلیفۂ ثانی
سلسلہ کا وہ قدرداں کیا ہے

خدمتِ دیں کے ہیں کھلے دفتر
صیغے سب ہیں عیاں نہاں کیا ہے

دیکھ تو دفتری محاسب کو
قوم کا وہ حسابداں کیا ہے

ہیں شب و روز درس قرآں کے
ہو رہی ہے اشاعت اسلام

دیکھ جا کر حدیث خواں کیا ہے
اس میں مصروف جسم و جاں کیا ہے

خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان مرتبہ احمدی جنتری و گلدستہ احمدیہ

اتفاق آپس میں نے یار و محبانہ رہے
اپنے ہمسایہ سے بھی طرز رفیقانہ رہے

دوستوں سے دوستی یاروں سے یارانہ رہے
جو ہوں دشمن مرحق کے اُن سے بیگانہ رہے

احمدی وہ ہے جو راہ حق میں فرزانہ رہے
شیفتہ تبلیغ حق میں مثل پروانہ رہے

دل فقیرانہ رہے اور طرز شاہانہ رہے
احمدی بیٹھے جہاں احمدؐ کا افسانہ رہے

احمدیت پر فدا جو ہے وہی ہے پختہ کار
اسکے پھیلانے میں جو ہر وقت دیوانہ رہے

دین احمدؐ کی اشاعت کا بتاؤں گر تمہیں
جو ملے ہمسے اُسی سے اسکا افسانہ رہے

اے مخالف دین حق کی گر تجھے پرواہ ہو کچھ
پھر نہ تیرا طرز ہم سے یہ عدوانہ رہے

تو جسے سمجھا ہے نیکی سم قاتل ہے وہی
ہوش میں آ عقل کر تا تو نہ بیگانہ رہے

اسطرح پر تو نہ ہو پھر اے عدو رسوا و خوار
دشمنی تیری اگر ہم سے نہ روزانہ رہے

اے مخالف خاک میں گر تو ملا دے آپ کو
کبر کا دل میں نہ تیرے پھر یہ بتخانہ رہے

یہ نہیں ممکن نہ ہو نعمت تجھے حق سے عطا
اُس کی الفت گر رہے حالت غریبانہ رہے

الفت محمود احمدؐ جان میں ہو جا گزیں
عمر بھر دل میں مرے حُبِّ مریدانہ رہے

اپنا اے یامین تو پہلا زمانہ یاد رکھ
احمدی ہو کر طرز راجپوتانہ رہے